شاہد عزیز شاکر
رابعہ کلیہ

ابو عمارہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب

"وہ صحابی جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسد اللہ کا لقب ملا اور نبی کریم ﷺ انہیں سید الشہداء کہہ کر یاد فرمایا کرتے"

جس شخص نے قبول اسلام کے بعد کارنامے دکھائے یقیناً وہ زمانہ جاہلیت میں باعزت اور شجاعانہ زندگی گزار رہا تھا، آج ہم جس صحابی کی سیرت کا مختصر مطالعہ کریں گے۔ ان کو آپ ﷺ کے چچا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جنہیں ابو عمارہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قریش کے سب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور جوان تھے یہ اس وقت اسلام لائے جب مکہ کی فضا ظلم و جور کے ان سیاہ بادلوں میں گھری ہوئی تھی۔ اچانک ایک بجلی چمکی اور مقہوروں کا راستہ روشن ہو گیا یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے ان کے اسلام لانے کا واقعہ سنہ ٦ نبوی کے آخر کا ہے اور غالباً ماہ ذی الحجہ تھا۔

ہوا یوں کہ ایک روز ابو جہل کوہ صفا کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ کو سب و شتم کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے لیکن ابو جہل نے مزید جہالت دکھاتے ہوئے آپ ﷺ کے سر پر پتھر دے مارا جس سے خون بہنے لگا۔ پھر ابو جہل خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا۔ عبد اللہ بن جدعان کی کنیز یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کے بہت شوقین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب کمان حمائل کئے شکار سے واپس آئے تو اس کنیز نے سارا ماجرہ کہہ سنایا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غصے سے بھڑک اٹھے اور یہ عزم کر لیا کہ ابو جہل جہاں بھی ملے گا اس کی مرمت کروں گا۔ اب دیکھئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہونے والا تھا چنانچہ مسجد حرام میں

داخل ہو کر اس کے سر پر جا کھڑے ہوئے اور کہا۔ او بزدل تو میرے بھتیجے کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں بھی اس کے دین پر ہوں۔ پھر کمان اس کے سر پر دے ماری اور اس کے سر میں گہرا زخم کر دیا۔ اس پر مجلس والے ابوجہل کی حمایت میں اٹھے لیکن ابوجہل نے انہیں منع کر دیا اور کہا اس کو جانے دو میں نے واقعی اس کے بھتیجے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔

اب وہ کلمہ جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ جوش محبت کی وجہ سے کہہ دیا تھا کہ میں اس کے دین پر ہوں حالانکہ ابھی آپ اسلام نہ لائے تھے رات بھر سوچتے رہے کہ کیا میں اپنے آباؤ واجداد کا دین چھوڑ دوں؟ حمزہ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ پھر میں خانہ کعبہ گیا اور اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی تو اللہ نے سینہ کھول دیا اور میرا شک دور ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا سنایا اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت قوت ملی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ صرف دو غزوات میں شریک ہوئے بدر اور احد میں جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے جرات و بہادری کے جوہر دکھائے۔ ہر جنگ کا ایک ہیرو ہوتا ہے بلاشبہ احد کے ہیرو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ تھے۔ غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بہت کارنامے دکھائے اور اسی غزوہ میں آپ شہید ہو گئے۔ اور آپ کو شہید کرنے والا وحشی بن حرب تھا جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہو گیا تھا۔ ابو دسمہ وحشی بن حرب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا اور اس کا چچا طعیمہ بن عدی بدر میں مارا گیا تھا۔ جب لشکر روانہ ہوا تو جبیر بن مطعم نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ ابو دسمہ! کیا تو آزاد ہونا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجھے کون غلامی کی زنجیر سے آزاد کرے گا؟ اس نے کہا میں، میں نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا اگر تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہو گا۔ میں نے پوچھا

اس پر ضامن کون ہے؟ اس نے کہا جس کو مرضی بنا لو میں اعلان کرتا ہوں کہ عہد نبھاؤں گا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

میں ایک حبشی انسان تھا۔ نیزہ بازی، تیر اندازی، خنجر، کلہاڑی چلانا خوب جانتا تھا۔ میرا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا تھا۔ میں نے کلہاڑی پکڑی اور لشکر کے ساتھ ہو لیا مجھے جنگ وغیرہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی چنانچہ جب ہم احد مقام پر پہنچے اور دونوں فوجوں میں گھسان کا رن پڑا تو میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھا۔ وہ کسی سے مخفی نہ تھے کیونکہ وہ ہر دم اپنی پگڑی میں شتر مرغ کا پر پیوست کئے رکھتے تھے۔ یہ اس دور میں عرب کے جنگجو بہادروں کی علامت ہوا کرتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شمشیر زنی کرتے ہوئے ہر مقابل کو تہہ و تیغ کرتے ہوئے نیچے اتر رہے تھے کوئی بھی ان کے سامنے کھڑا ہونے اور ثابت قدم رہنے کی سکت نہیں رکھتا تھا، وہ کشتوں کے پشتے لگاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر ایک چٹان کی اوٹ میں چھپ گیا اور نشست باندھ لی۔ کہ جونہی یہ قریب آئیں تو ان پر ایک دم حملہ کردوں۔ اتنے میں قریش کا شہسوار سباع بن عبدالعزی میدان میں اترا اور پکارنے لگا اے حمزہ رضی اللہ عنہ! میرے مقابلے میں آؤ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چیلنج قبول کرتے ہوئے مقابلے میں اترے اور کہنے لگے۔اے ام انمار (اے عورتوں کے ختنے کرنے والی ماں کے بیٹے) ادھر آؤ اور انتہائی برق رفتاری سے تلوار کا ایک زوردار وار کیا کہ وہ چشم زدن میں ان کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا اور پھر میں نے موقعہ پاتے ہی اچانک اپنی کلہاڑی سے زوردار وار کیا اور میری کلہاڑی نے ان کے پیٹ کے نچلے حصے کو کاٹتے ہوئے دونوں ٹانگوں کو چیر کر رکھ دیا۔ میری طرف دو قدم جوش سے چلے لیکن ٹانگوں نے ساتھ نہ دیا اور وہیں گر پڑے میں نے اپنی کلہاڑی لی اور خیموں میں جا کر بیٹھ گیا کیونکہ مجھے اس سے زیادہ لڑائی میں کوئی دلچسپی نہ تھی میں نے تو اس کو اس لالچ سے قتل کیا کہ میں آزاد ہو جاؤں گا۔

ابن شاذانؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس قدر آپ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر روئے ہیں اتنا کسی پر نہیں روئے آپ ﷺ نے انہیں قبلہ کی جانب رکھ لیا اور ان پر دعائیں پڑھنے لگے اور آپ ﷺ سسکیاں لے کر رو رہے تھے حتیٰ کہ غشی تک نوبت آ گئی۔ (حدیث)

امام بغویؒ نے اپنی "معجم" میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ عموماً جنازے میں چار تکبیریں کہتے تھے مگر آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر تکبیریں کہیں۔ واللہ اعلم

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی کوئی بات نہیں